علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

مضمون	:	**سیرت طیبہ**
سطح	:	**میٹرک**
کورس کوڈ	:	**242**
مشق	:	**01**
سمسٹر	:	**بہار 2025ء**

سوال نمبر 1۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں:

ا۔ کعبہ

جواب:

(1) کعبہ: خانہ کعبہ، کعبہ یا بیت اللہ مسجد حرام کے وسط میں واقع ایک عمارت ہے، جو مسلمانوں کا قبلہ ہے، جس کی طرف رخ کر کے وہ عبادت کیا کرتے ہیں۔ یہ دین اسلام کا مقدس ترین مقام ہے۔ صاحب حیثیت مسلمانوں پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔

لغوی معنیٰ: کعبہ مکعب مستطیل شکل کی عمارت ہے جو مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ لفظ "کعبہ" لغت میں مربع شکل کے گھر کو کہا جاتا ہے اور خانہ خدا بھی مربع کی شکل کے ہونے کی بنا پر کعبہ کہلایا ہے۔

کعبہ اور قرآن: کعبہ کا نام دو بار قرآن کریم کی سورہ مائدہ میں آیا ہے:

آیت 95 میں، جہاں حرم کی حدود اور احرام کی حالت میں قتل صید کا کفارہ معین کیا گیا ہے اور آیت 97 میں جہاں اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی زیارت، جو بیت الحرام ہے، نیز حرام مہینوں اور نشان رکھنے والوں نیز قلادہ رکھنے والے جانوروں کی قربانی کو لوگوں کے دین و دنیا کے استحکام اور پائیداری کا موجب گردانا ہے۔

دوسرے اسما: کعبہ کے دوسرے ناموں میں "البیت"، "البیت الحرام"، "البیت العتیق" اور "البیت الحرم" شامل ہیں اور کعبہ کے اطراف اور مسجد کو مسجد الحرام کہا جاتا ہے۔

فارسی دائرۃ المعارف میں مرقوم ہے: قدیم زمانے میں کعبہ کو "قادس"، "ناذر" اور "القریۃ القدیم" کہا جاتا تھا۔

اسلام میں کعبہ کی منزلت: کعبہ مسلمانوں کی اہم ترین اور مقدس ترین عبادت گاہ ہے۔

(ترجمہ): یقیناً سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے لیے مقرر ہوا، وہی ہے جو مکہ میں ہے، بابرکت اور سرمایہ ہدایت تمام جہانوں کے لیے)"، اور جس کی زیارت استطاعت اور دوسری شرطوں کی بنا پر ہر مسلمان پر اپنی زندگی میں ایک بار واجب ہے اور یہ جوب اگلی آیت میں بیان ہوا ہے:

(ترجمہ): اور اللہ کے لیے تمام لوگوں کے ذمہ خانہ کعبہ کا حج ہے، جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو)"۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ واجب اور مستحب نمازوں میں کعبہ کی طرف رخ کرے۔ خداوند متعال نے سنہ 2 ہجری میں کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

(ترجمہ): بس اب مسجد حرام کی طرف اپنا رخ موڑا کیجئے)"۔ فطری امر ہے کہ ہر علاقے کا قبلہ وہاں کے جغرافیائی طول و عرض کے تابع ہے۔

ب۔ قریش

جواب۔

قریش کی اسلام دشمنی: اسلام نے مکہ کی سرزمین میں اعلان حق کیا تو معاشرے کے مخلص ترین افراد ایک ایک کر کے داعی اسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ وہ لوگ جن کے مفادات پرانے نظام سے وابستہ تھے تشدد پر اتر آئے نتیجہ ہجرت تھا۔ لیکن تصادم اس کے باوجود بھی ختم نہ ہوا۔ اسلام مدینہ میں تیزی سے ترقی کر رہا تھا اور یہ بات قریش مکہ کے لیے بہت تکلیف دہ تھی اور وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے اور مسلمان ہر وقت مدینہ پر حملے کا خدشہ رکھتے تھے

اسلامی ریاست کے خاتمہ کا منصوبہ: قریش مکہ نے اسلامی ریاست کو ختم کرنے کا فیصلہ کر کے جنگ کی بھرپور تیاریاں شروع کر دیں۔ افرادی قوت کو مضبوط بنانے کے لیے انہوں نے مکہ کے گردونواح کے قبائل سے معاہدات کیے اور معاشی وسائل کو مضبوط تر کرنے کے لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس مرتبہ جو تجارتی قافلہ شام بھیجا جائے اس کا تمام منافع اسی غرض کے لیے وقف ہو۔ چنانچہ ابوسفیان کو اس قافلے کا قائد مقرر کیا گیا اور مکہ کی عورتوں نے اپنے زیور تک کاروبار میں لگائے۔ اسلامی ریاست کے خاتمے کے اس منصوبے نے مکہ اور مدینہ کے درمیان میں کشیدگی میں بہت اضافہ کر دیا۔

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ابوسفیان کا قافلہ: جب ابوسفیان کا مذکورہ بالا قافلہ واپس آ رہا تھا تو ابوسفیان کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں یہ قافلہ راستے ہی میں نہ لوٹ لیا جائے چنانچہ اس نے ایک ایلچی کو بھیج کر مکہ سے امداد منگوائی۔ قاصد نے عرب دستور کے مطابق اپنے اونٹ کی ناک چیر دی اور رنگ دار رومال ہلا کر واویلا کیا اور اعلان کیا کہ ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کرنے کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اس لیے فوراً امداد کے لیے پہنچو۔ اہل مکہ سمجھے کہ قریش کا قافلہ لوٹ لیا گیا ہے۔ سب لوگ انتقام کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں معلوم ہوا کہ یہ قافلہ صحیح سلامت واپس آ رہا ہے۔ لیکن قریش کے مکار سرداروں نے فیصلہ کیا کہ اب مسلمانوں کا ہمیشہ کے لیے کام ختم کر کے ہی واپس جائیں گے۔ نیز حضرمی کے ورثاء نے حضرمی کا انتقام لینے پر اصرار کیا۔ چنانچہ قریشی لشکر مدینہ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور بدر میں خیمہ زن ہو گیا۔

ج۔ حجاز

جواب۔

حجاز: حجاز، سعودی عرب کے مغرب میں بحیرہ احمر کے ساحل پر واقع ہے۔ مکہ اور مدینہ جیسے شہروں کی وجہ سے اس علاقہ کو اسلامی جغرافیہ میں بہت اہم مقام حاصل ہے اور صدر اسلام کے اہم واقعات بھی اسی خطے میں رونما ہوئے ہیں۔ اس لفظ کے معنی عربی لغت میں مانع اور حائل کے ہیں اور چونکہ یہ علاقہ نَجد اور تہامہ کے درمیان واقع ہے اس لئے اسے حجاز کا نام دیا گیا ہے۔

محل وقوع: حجاز کے حدود اربعہ کے بارے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ حجاز شمال سے جنوب کی طرف اردن اور سعودی عرب کے بارڈر سے شروع ہوتا ہے جو 1200 کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور بحیرہ احمر کے ساحل کے سامنے سے ہوتا ہوا سعودی عرب کے جنوب میں عَسیر کے علاقے تک پہنچتا ہے۔ اس علاقے کا کل رقبہ تقریباً 436454 مربع کلومیٹر ہے۔ مکہ، مدینہ، جدّہ، طائف، تبوک اور ینبع حجاز کے اہم شہروں میں سے ہیں۔

طبعی طور پر حجاز تین حصوں میں تقسیم ہوتا ہے:

1۔ بحیرہ احمر کے ساحل پر واقع تہامہ نامی صحرا

2۔ پہاڑی علاقہ، حجاز میں سب سے زیادہ بارش اسی علاقے میں ہوتی ہے۔ اس علاقے میں ایسے پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہیں جو جزیرۃ العرب اور سعودی عرب کی اہم بلندیوں میں شمار ہوتے ہیں۔

3۔ صحرائی علاقہ، جو مدین کے پہاڑوں کے مشرق سے لیکر نفود کے بڑے صحرا اور آجا اور سَلمیٰ کے پہاڑوں تک پھیلا ہوا ہے اور اسکا نشیب شمال اور مشرق کی طرف مائل ہے۔

خطۂ حجاز جو آج سعودی عرب کے نام سے پہچانا جاتا ہے بہت سارے پہلوؤں سے بے مثال اور بے نظیر ہے۔ کعبہ معظّمہ اس خطے کے اندر واقع ہے جس کی وجہ سے زمین کا یہ حصہ عظمت میں لاثانی ہے۔ کعبہ کو قرآن کریم میں بیت اللہ کہا گیا ہے۔ حجاز میں مکہ معظّمہ ہے اور اس کے اندر خدا کا گھر ہے۔ مکہ کی زمین کا ایک وسیع حصار حرم کہلاتا ہے۔ حجاز میں صحرائے عرفات ہے، سرزمین مشعر ہے وادی مِنیٰ ہے، صفا و مروہ ہے اور زمزم ہے۔ حجاز میں مولد رسول اللہ ﷺ ہے۔ اس میں جبل نور کے اندر غار حراء بھی ہے۔ حجاز سرزمین وحی ہے اور محل نزول قرآن ہے سرزمین نبوت و رسالت ہے۔ اسی زمین پر اشرف الانبیاء کا روضہ مقدسہ بھی ہے، مدینۃ الرسول ہے، آل رسول ﷺ کا مولد و مدفن ہے، اصحاب نبی اسی سرزمین پر زندگی بسر کرتے رہے ہیں، حمزہ سید الشہداء کی قبر اسی خطے میں ہے۔

د۔ عبداللہ بن عبدالمطلب

جواب۔

عبداللہ ابن عبدالمطلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد تھے۔ آپ حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عبداللہ (اللہ کا بندہ) اور کنیت ابوقُثم (خیر و برکت سمیٹنے والے)، ابومحمد اور ابواحمد [5] اور لقب الذبیح ہے۔[6] آپ کے والد گرامی کا اسم شیب الحمد (عبدالمطلب)، کنیت ابوحارث اور ابوبطحاء اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت عمرو ہے۔ آپ قریش مکہ کے سرکردہ راہنما اور بنو ہاشم کے سردار حضرت عبدالمطلب کی فرزندی کا شرف حاصل ہے۔

سلسلہ نسب

والد ماجد کی طرف سے سلسلہ نسب: عبدالمطلب (شیب الحمد) بن ہاشم (عمرو) بن عبد مناف (المغیرہ) بن قصی (زید) بن مرہ بن کعب والدہ ماجدہ کی جانب سے سلسلہ نسب: فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب۔ دادی جان کی جانب سے سلسلہ نسب: سلمیٰ بنت عمرو ابن عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔ نانی جان کی جانب سے سلسلہ نسب: صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب۔

بہن بھائی

آپ کے حقیقی بھائیوں میں حضرت ابوطالب (عبد مناف)، عبدالکعبہ بن عبدالمطلب اور زبیر بن عبدالمطلب شامل ہیں۔ آپ کی حقیقی بہنوں میں ام حکیم بیضاء بنت عبدالمطلب، عاتکہ بنت عبدالمطلب، امیمہ بنت عبدالمطلب، اروی بنت عبدالمطلب اور برہ بنت عبدالمطلب شامل ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ام

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی تمام اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

الحکیم بیضا اور حضرت عبداللہ ام (جڑواں) بہن بھائی تھے۔ ان کے علاوہ آپ کے بہن بھائیوں میں حارث بن عبدالمطلب ، ابولہب (عبدالعزی)، مقوم، حجل، مغیرہ، ضرار، قثم ، غیداق، مصعب، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ، حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب شامل ہیں۔ یہ تمام اولاد حضرت عبدالمطلب کی چھ بیویوں سے ہے۔ سیرت ابن ہشام میں حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں قثم ، عبدالکعبہ، مغیرہ اور مصعب کا ذکر شامل نہیں اور اس میں حجل اور غیداق کو ایک شمار کیا گیا ہے اور اس میں عبدالمطلب کی پانچ بیویوں کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ علامہ ابن سعد نے بارہ بیٹوں کا ذکر کیا ہے لیکن تفصیل دیکھنے پر پتا چلتا ہے کہ علامہ صاحب تیروں کا ذکر کر رہے ہیں اور علامہ ابن سعد نے مصعب اور غیداق کو اور حجل اور مغیرہ کو ایک ہی شمار کیا ہے۔ حضرت عبداللہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے لیکن امام سہیلی نے لکھا ہے کہ یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ حضرت حمزہ آپ سے چھوٹے تھے اور حضرت عباس حضرت حمزہ سے چھوٹے تھے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ حضرت عبدالمطلب کی بیوی فاطمہ بنت عمرو کی اولاد میں سب سے چھوٹے تھے۔

پیدائش

عالمان علم تاریخ و ذمہ داران فن سیرت نے لکھا ہے کہ جب نور مصطفوی صلب عبدالمطلب سے رحم فاطمہ میں منتقل ہوا اور وہ حضرت عبداللہ کے حمل سے مشرف ہوئیں۔ آسمانی کتابوں کے عالم جو مسلسل اس تلاش و جستجو میں مشغول رہتے تھے اور ہمیشہ ان علامتوں کی تلاش میں رہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح ان علامتوں کو معلوم کرلیں جو نبی آخرالزمان کی تشریف آوری اور ولادت کا اظہار کرتی ہوں۔ ان لوگوں کے پاس وہ جبہ مبارک موجود تھا جس کو پہنے ہوئے حضرت یحییٰ علیہ اسلام نے جام شہادت نوش فرمائی تھی اور انہوں نے کتب سماوی میں دیکھا تھا جس دن اس جبہ کے خون کے دھبے تازہ ہو جائیں گے وہ نبی آخرالزمان کی ولادت کا قریبی زمانہ ہوگا۔ جب انہوں نے اس جبہ پرخون کے نشانات کو تازہ پایا تو یقین کرلیا اب نبی آخرالزمان کی ولادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جب وہ ساعت آ گئی جس رات جناب حضرت عبداللہ کی ولادت مبارک ہوئی ملک شام کے انجینئر و عالمان اہل کتاب نے ایک دوسرے کو متنبہ کیا کہ پیغمبر آخرالزمان کے والد بزرگوار ام القری مکہ میں تولد ہو چکے ہیں۔ حضرت عبداللہ کی ولادت ایک روایت کے مطابق (اندازاً) 24 جلوس نوشیروانی یعنی نبی کریم کی ولادت سے تقریباً سترہ برس قبل 554ء میں ہوئی اور دوسری روایت کے مطابق آپ کی ولادت نبی کریم کی ولادت مبارک سے 25 برس قبل 546ء مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

سوال نمبر2۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے حالات تفصیلاً بیان کریں۔ جواب:

حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل عرب کے حالات:

قبل از اسلام عرب معاشرہ کی برائیاں: جزیرہ نما عرب ایشیاء کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کے شمال میں عراق، اردن، مشرق میں خلیج فارس، جنوب میں بحر عمان اور مغرب میں بحر احمر اور خلیج عقبہ واقع ہے۔ اس جزیرہ نما کا رقبہ تیس لاکھ مربع کلومیٹر سے زیادہ ہے اور جغرافیائی اعتبار سے تین منطقوں میں تقسیم ہوتا ہے:

مرکزی حصہ صحرائے عرب کے نام سے مشہور ہے اور اس جزیرہ کا وسیع ترین علاقہ ہے۔

شمالی علاقے کا نام حجاز ہے۔ حجاز حجز سے مشتق ہے جس کے معنی حائل اور مانع ہیں۔ چونکہ یہ سرزمین نجد اور تہامہ کے درمیان واقع اور مانع ہے اسی لیے اس منطقہ کو حجاز کہا جاتا ہے۔ اس جزیرہ نما کا جنوبی حصہ بحر ہند اور بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے جس میں یمن اور "حضر موت" کے علاقے شامل ہیں۔

جنوبی منطقے کے علاوہ جزیرہ نما کا پورا علاقہ خشک اور بے آب صحرا ہے، مگر بعض جگہوں پر اس میں نخلستان بھی پائے جاتے ہیں۔

اجتماعی حالات: جزیرہ نما عرب کے اکثر لوگ اپنے مشاغل اور اقتصادی تقاضوں کے باعث صحرا نشینی کی زندگی اختیار کیے ہوئے تھے۔ کل آبادی کا چھٹا حصہ ایسا تھا جو شہروں میں آباد تھا۔ شہروں میں جمع ہونے کی وجہ یا تو ان کا تقدس تھا یا ان میں تجارت ہوتی تھی، چنانچہ مکہ کو دونوں ہی اعتبار سے اہمیت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ شہروں میں آباد ہونے کی وجہ یہ بھی تھی کہ وہاں کی زمینیں سرسبز و شاداب تھیں اور ضرورت پوری کرنے کے لیے پانی نیز عمدہ چراگاہیں بھی موجود تھیں۔ یثرب، طائف، یمن، حیرہ، حضر موت اور غسان کا شمار ایسے ہی شہروں میں ہوتا تھا۔

عرب اپنے لب ولہجہ اور قومی عادت وخصلت کے اعتبار سے شہر نشین عربوں کی بہ نسبت اچھے سمجھے جاتے تھے۔ اسی لیے عرب کے اہل شہر اپنے بچوں کو صحراؤں میں بھیجتے۔ جہاں وہ کئی سال تک رہتے تاکہ ان کی پرورش اسی ماحول اور اسی تہذیب وتمدن کے گہوارے میں ہو سکے۔ جو لوگ شہروں میں آباد تھے ان کی سطح فکر زیادہ وسیع و بلند تھی اور ایسے مسائل کے بارے میں ان کی واقفیت بھی زیادہ تھی جن کا قبیلے کے مسائل سے کوئی تعلق نہ تھا۔ صحرا نشین لوگوں کو شہری لوگوں کی بہ نسبت زیادہ آزادی حاصل تھی۔ اپنے قبیلے کے مفادات کی حدود میں رہ کر ہر شخص کو یہ حق حاصل تھا کہ عمومی طور پر وہ جو چاہے کرے۔ اس معاملے میں اہل قبیلہ بھی اس کی مدد کرتے تھے۔ اسی لیے ان کے درمیان باہمی جنگ وجدال اور مال ودولت کی غارتگری ایک معمولی چیز بن گئی تھی۔ چنانچہ عربوں میں جنہوں نے شجاعت و بہادری کے کارنامے انجام دیئے ہیں ان میں اکثر صحرا نشین تھے۔

دینی حالت: عہد جاہلیت کے دوران ملک عرب میں بت پرستی کا عام رواج تھا اور لوگ مختلف انداز میں اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں کعبہ مکمل بت خانہ میں بدل چکا تھا جس میں تین سو ساٹھ سے زیادہ اقسام اور مختلف شکل وصورت کے بت رکھے ہوئے تھے اور کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کا بت وہاں موجود نہ ہو۔ حج کے زمانے میں ہر قبیلے کے لوگ اپنے بت کے سامنے کھڑے ہوتے، اس کی پوجا کرتے اور اس کو اچھے ناموں سے پکارتے تھے۔ ظہور اسلام سے قبل یہود و

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کے لیے ہماری ویب سائٹ سے تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

نصاریٰ بھی جو کہ اقلیت میں تھے، جزیرہ نما عرب میں آباد تھے۔ یہودی اکثر شمال عرب کے گردونواح کے علاقوں، مثلاً یثرب، وادی القریٰ، تیما، خیبر اور فدک میں رہا کرتے تھے، جب کہ عیسائی نواح جنوب میں یمن اور نجران جیسی جگہوں پر بسے ہوئے تھے۔ انہی میں چند لوگ ایسے بھی تھے جو وحدانیت کے قائل اور خدا پرست تھے اور وہ خود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے پیروکار سمجھتے تھے، مورخین نے ان لوگوں کو حنفاء کے نام سے یاد کیا ہے۔ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، اس وقت عرب میں مذہب کی جو حالت و کیفیت تھی اسے حضرت علیؓ نے اس طرح بیان کیا ہے:

''اس زمانے میں لوگ مختلف مذاہب کے ماننے والے تھے، ان کے افکار ایک دوسرے کی ضد اور طریقے مختلف تھے۔ بعض لوگ خدا کو مخلوق سے مشابہ کرتے تھے۔ (ان کا خیال تھا کہ خدا کے بھی ہاتھ پیر ہیں اس کے رہنے کی بھی جگہ ہے اور اس کے بچے بھی ہیں) وہ خدا کے نام میں تصرف بھی کرتے۔ اپنے بتوں کو خدا کے مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے۔ مثلاً لات کو اللہ، عزیٰ کو عزیز اور منات کو منان کے ناموں سے یاد کرتے۔''

بعض لوگ خدا کے علاوہ دوسری اشیاء کو بھی پوجتے تھے، بعض لوگ دہریے تھے اور صرف فطرت حرکات فلکیہ اور گردش زمان ہی کو خود پر موثر سمجھتے تھے۔

خداوند تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کے ذریعہ انہیں گمراہی سے نجات دلائی اور آپ ﷺ کے وجود کی برکت سے انہیں جہالت کے اندھیرے سے باہر نکالا۔

جب ہم بت پرستوں کے گوناگوں عقائد کا مطالعہ کرتے اور ان کا جائزہ لیتے ہیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انہیں اپنے بتوں سے ایسی زبردست عقیدت تھی کہ وہ ان کے خلاف ذرا سی بھی توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے، اسی لیے وہ حضرت ابوطالب کے پاس جاتے اور پیغمبر کی شکایت کرتے اور کہتے کہ وہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہہ رہے ہیں اور ہمارے دین و مذہب میں برائیاں نکال رہے ہیں (۴) وہ وجود خدائے مطلق و خالق اور پروردگار کے معتقد و قائل تو تھے اور اللہ کے نام سے اسے یاد کرتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی وہ بتوں کو تقدس و پاکیزگی کا مظہر اور انہیں قابل پرستش سمجھتے تھے، وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ بت ان کے معبود تو ہیں مگر ان کے خالق نہیں چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب رسول خدا ان سے گفتگو فرماتے تو یہ ثابت نہیں کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ ان کا خالق ہے بلکہ ثبوت و دلائل کے ساتھ یہ فرماتے کہ خدائے مطلق واحد ہے اور ان کے بنائے ہوئے معبودوں کی حیثیت و حقیقت کچھ بھی نہیں۔

قرآن مجید نے مختلف آیات میں اس امر کی جانب اشارہ کیا ہے یہاں اس کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں:

''ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے اللہ نے۔''

''ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔''

اس کے علاوہ وہ بت پرستی کی یہ بھی تعبیر پیش کرتے تھے:

''یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔''

تعلیمی و تمدنی حالت: عہد جاہلیت کے عرب ناخواندہ اور علم کی روشنی سے قطعی بے بہرہ تھے۔ ان کے اس جہل و ناخواندگی کے باعث توہمات و خرافات نے پورے معاشرے پر اپنا سایہ پھیلا رکھا تھا۔ ان کی کثیر آبادی میں گنتی کے لوگ ہی ایسے تھے جو لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے۔ دورِ جاہلیت میں عرب تمدن کے نمایاں ترین مظہر حسب و نسب کی پہچان، شعر گوئی اور تقاریر میں خوش بیانی جیسے اوصاف تھے۔ چنانچہ عیش و عشرت کی محفل ہو خواہ میدان کارزار وہ جہاں بھی جاتے اس میں شعر گوئی یا جادو بیان تقاریر کے ذریعے اپنے قبیلے کی قابل افتخار باتیں ضرور بیان کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام سے قبل عربوں میں شجاعت، شیریں بیانی، مہمان نوازی لوگوں کی مدد کرنا اور حریت پسندی جیسی عمدہ خصوصیات و صفات بھی موجود تھیں مگر ان قابل مذمت عادات و اطوار کے مقابل جوان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھیں، ان کی یہ تمام خوبیاں بے حقیقت بن کر رہ گئی تھیں، اس کے علاوہ ان تمام خوبیوں اور ذاتی اوصاف کے محرک انسانی اقدار اور قابل تحسین و ستائش باتیں نہ تھیں۔

زمانہ جاہلیت کے عرب طمع پروری اور مادی چیزوں پر فریفتگی کا کامل نمونہ تھے۔ وہ ہر چیز کو مادی مفاد کے زاویے سے دیکھتے تھے۔ ان کی اجتماعی تہذیب بے راہ روی، بدکرداری اور قتل و غارتگری جیسے برے افعال پر مبنی تھی اور یہی حیوانی پست صفات ان کی سرشت اور عادت و جبلت کا جز بن گئے تھے۔

دورِ جاہلیت میں عربوں کے درمیان جو تمدن رائج تھا اس میں اخلاق کی توجیہ و تعبیر دوسرے انداز میں کی جاتی تھی۔ مثال کے طور پر غیرت، مروت، شجاعت کی سب ہی تعریف کرتے تھے مگر شجاعت سے ان کی مراد سفا کی اور دوسروں کا قتل و خون کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ طاقت ہوتی تھی۔ غیرت کا مفہوم ان کے تمدن میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا تھا، اور اپنے اس طریقہ کار سے اپنی غیرت کی نمایاں ترین مثال پیش کرتے تھے۔ عہد و وفا وہ اسی بات کو سمجھتے تھے کہ ان کے قبیلے کے فرد نے جو بھی عہد و پیمان کیا ہے وہ چاہے غلط ہو یا صحیح وہ اس کی حمایت و پاسداری کریں۔

توہم پرستی اور خرافات کی پیروی: طلوعِ اسلام کے وقت دنیا کی تمام اقوام کے عقائد میں کم و بیش خرفات اور جن و پری وغیرہ کے قصے شامل تھے۔ اس زمانے یونانیا اور ساسانی اقوام کا شمار دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام میں ہوتا تھا۔ چنانچہ انہی کے قصوں اور کہانیوں کا ان پر غلبہ تھا یہ بھی نا قابل انکار حقیقت ہے کہ جو معاشرہ تہذیب و تمدن اور علم کے اعتبار سے جس قدر پسماندہ ہوگا، اس میں توہمات و خرافات کا اتنا ہی زیادہ رواج ہوگا۔ جزیرہ نما عرب میں توہمات کا عام رواج تھا۔ ان میں سے بہت سے تاریخ نے اپنے سینے میں محفوظ کر رکھے ہیں یہاں بطور مثال چند پیش کیے جاتے ہیں:

ایسی ڈوریوں کو جنہیں کمانوں کی زہ بنانے کے کام میں لایا جاتا تھا لوگ اونٹوں اور گھوڑوں کی گردنوں نیز سروں پر لٹکا دیا کرتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ایسے

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03345504551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے، ایم ایس کی ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشتعالی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

ٹوٹکوں سے ان کے جانور بھوت پریت کے اثر سے بچے رہتے ہیں۔اور انہیں کسی کی بری نظر بھی نہیں لگتی۔اسی طرح جب دشمن حملہ کرنے کے بعد لوٹ مار کرتا ہے تو ایسے ٹوٹکوں کی وجہ سے ان جانوروں پر ذرا بھی آنچ نہیں آتی۔

خشک سالی کے زمانے میں بارش لانے کی غرض سے جزیرہ نما عرب کے بوڑھے اور کاہن لوگ ''سلع'' درخت جس کا پھل مزے میں کڑوا ہوتا ہے اور ''عشر'' نامی پیڑ (جس کی لکڑی جلدی جل جاتی ہے) گایوں کی دموں اور پیروں میں باندھ دیتے اور انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں تک ہانک کر لے جاتے۔اس کے بعد وہ ان لکڑیوں میں آگ لگا دیتے، آگ کے شعلوں کی تاب نہ لا کر ان کی گائیں ادھر ادھر بھاگنے لگتیں اور سر مار مار کر ڈکارنا شروع کر دیتیں۔ان کے خیال میں ان گائیوں کے ڈکارنے اور سر مارنے سے پانی برسنے لگتا تھا۔ان کا یہ بھی گمان تھا کہ جب ورشا کی دیوی یا جل دیوتا ان گائیوں کو تڑپتا ہوا دیکھیں گے تو ان کی پاکیزگی کو دھیان میں رکھ کر بادلوں کو جلد برسنے کے لیے بھیج دیں گے۔

وہ مردوں کی قبر کے پاس اونٹ قربان کرتے اور اسے ایک گڑھے میں ڈال دیتے۔ان کا عقیدہ تھا کہ ان کا یہ اقدام ہے کہ صاحب قبر عزت واحترام کے ساتھ اونٹ پر سوار میدان حشر میں نمایاں ہوگا۔

عہدِ جاہلیت میں عورتوں کا مرتبہ: دورِ جاہلیت کے عرب عورتوں کی قدر و منزلت کے ذرہ برابر بھی قائل نہ تھے، وہ ہر قسم کے انفرادی واجتماعی حقوق سے محروم تھیں۔اس عہدِ جاہلیت کے نظام میں عورت صرف ورثے ہی سے محروم نہیں رکھی جاتی تھی، بلکہ اس کا شمار اپنے باپ، شوہر یا بیٹے کی جائیداد میں ہوتا تھا۔چنانچہ مال وجائیداد کی طرح اسے بھی ورثے اور ترکے میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

عرب قحط سالی کے خوف یا اس خیال سے کہ لڑکیوں کا وجود ان کی ذات کے لیے باعث ننگ وعار ہے انہیں پیدا ہوتے ہی زمین میں گاڑ دیتے تھے۔

اپنی معصوم لڑکیوں سے انہوں نے جو ناشائستہ و ناروا سلوک اختیار کر رکھا تھا اس کی مذمت کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے:

''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے۔لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا ہے کہ بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے۔سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں دبا دے۔''

دوسری آیت میں بھی کلام اللہ انہیں اس ناشائستہ فعل اور انسانیت سوز حرکت کے بدلے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہ قرار دیتا، چنانچہ ارشاد ہے:

''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی۔''

سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ تھی کہ ان کے درمیان شادی بیاہ کی ایسی رسومات رائج تھیں کہ جن کی کوئی محکم اصل و بنیاد نہ تھی۔وہ اپنی زوجہ کے لیے کسی معین حد کے قائل نہ تھے۔مہر کی رقم ادا کرنے کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لیے وہ انہیں آزاد کر دیتے۔کبھی وہ اپنی زوجہ پر بے عصمت ہونے کا الزام لگاتے تاکہ یہ بہانہ بنا کر مہر کی رقم ادا کرنے سے بچ جائیں۔ان کا باپ اگر کسی بیوی کو طلاق دے دیتا، یا خود مر جاتا تو اس کی بیویوں سے شادی کر لینا ان کے لیے عار نہ تھا۔

حرمت کے مہینے: عہدِ جاہلیت کے تمدن میں ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور جب چار مہینے ایسے تھے جنہیں ماہ حرام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ان چار ماہ کے دوران ہر قسم کی جنگ وخونریزی ممنوع تھی۔البتہ اس کے بدلے تجارت، میل ملاقات، مقامات مقدسہ کی زیارت اور رسومات کی ادائیگی کا بازار گرم رہتا تھا۔

قمری مہینوں کے حساب سے سال کے موسم چونکہ آہستہ آہستہ بدلتے رہتے تھے اور یہ موسم ان کے لیے سازگار اور مناسب نہ ہوتے اسی لیے وہ قابل احترام مہینوں میں تبدیل کر دیتے۔قرآن مجید نے انہیں ''نسی'' کے عنوان سے یاد کیا ہے۔چنانچہ فرماتا ہے:

سوال نمبر 3۔مدینہ منورہ میں یہودیوں کے کون کون سے قبیلے رہتے تھے اور انہوں نے مدینہ میں مسلمانوں کے خلاف کیا سازشیں کیں؟ تفصیل لکھیں۔

جواب:

مدینے کے نواح میں یہودیوں کے تین بڑے قبائل آباد تھے، بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔انہوں نے اپنی حفاظت کے پیشِ نظر مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے مدینے کے یہودی قبائل سے معاہدہ کیا تھا کہ جنگ کی صورت میں فریقین ایک دوسرے کی مدد کریں گے، لیکن غزوۂ بدر کے موقعے پر یہودیوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا۔چوں کہ وہ در پردہ قریشِ مکّہ کے ساتھ تھے، اِس لیے بدر میں اُن کی شکست پر اُنھیں صدمہ ہوا۔اس جنگ کے بعد اُنھوں نے مسلمانوں کو تکلیفیں دینا شروع کر دیں۔

بنو نضیر، بنو قینقاع اور بنو قریظہ مدینہ کے اطراف میں آباد تھے۔انھوں نے مضبوط برج اور قلعے بنائے ہوئے تھے۔حضور مدینہ آئے تو ہجرت کے پہلے ہی سال آپ نے ان کے ساتھ امن معاہدہ کر لیا، جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا، اب بھی قائم رہے گا۔

۲۔یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

۳۔یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

۴۔یہود یا مسلمان کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

03345504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۵۔کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔

٦۔مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر دفاع کریں گے۔

٧۔کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا،لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

سن ۲ ہجری میں تحویل قبلہ کا معاملہ ہوا۔نماز میں مسلمانوں نے بیت المقدس کے بجائے مسجد حرام کی طرف رخ کر لیا۔اس پر یہود سخت برہم ہوئے۔انھیں مشرکین کے مقابلے میں مذہبی برتری حاصل تھی۔مشرکین بھی ان کے اس مذہبی امتیاز کے معترف تھے۔جن لوگوں کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی،وہ منتیں مانتے تھے کہ بچہ زندہ رہے گا تو ہم اس کو یہودی بنائیں گے۔چنانچہ مدینہ میں اس طریقے سے بنے ہوئے بھی بہت سے یہود موجود تھے۔اسلام نے اگرچہ ان کے مذہبی اعزاز کو متاثر کیا تھا،تاہم وہ اس پر فخر کرتے تھے کہ مسلمان بھی انھی کے قبلے کی طرف رخ کرتے ہیں۔تحویل قبلہ نے ان کے لیے صورت حال خراب کر دی۔ انھوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چونکہ ہر بات میں ہماری مخالفت کرنا چاہتے ہیں،اس لیے قبلہ بھی مخالفت کے ارادے سے بدل رہے ہیں۔حالانکہ اس وقت تحویل قبلہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرما دیا تھا کہ اس کی عبادت کے لیے مشرق و مغرب سب برابر ہیں۔خدا تو ہر جگہ اور ہر سمت میں ہے۔تحویل قبلہ کا معاملہ ایک آزمائش بھی تھی۔اس سے مومنین اور منافقین نے الگ الگ ہو جانا تھا۔چنانچہ جو یہودی منافقانہ طور پر مسلمان بنے ہوئے تھے،قبلے کی تبدیلی سے ان کی اصلیت بے نقاب ہوگئی۔ظاہر ہے کہ کوئی یہودی اپنے مذہب کی بنیاد یعنی بیت المقدس سے رشتہ تو نہیں توڑ سکتا۔یہود اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی گٹھ جوڑ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے رہتے تھے۔ادھر قریش عبداللہ بن ابی کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر اکساتے رہتے تھے اور خود بھی لڑنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے۔جنگ بدر میں عبرت ناک شکست سے قریش کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔قریش کا رئیس ابو سفیان مقتولین بدر کا انتقام لینے کے لیے دو سو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا۔یہاں یہود کا رویہ دیکھیے ،ابوسفیان بنونضیر کے سردار سلام بن مشکم کے پاس گیا۔اس نے ابوسفیان کا پر جوش استقبال کیا،خوش گوار کھانے کھلائے ،شراب پلائی اور مدینہ کے مخفی راز بتائے۔صبح کو ابوسفیان عریض پر حملہ آور ہوا جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔وہاں ایک انصای سعد بن عمرو رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ساتھ کچھ مکانات اور گھاس کے انبار جلا دیے۔یوں اپنی قسم پوری کر کے بھاگ گیا۔

ہر قسم کی مذہبی آزاد

اسلام مدینہ میں آیا تو یہود کے مذہبی وقار میں کمی آنے لگی۔مشرکین میں مسلسل پھیلتی ہوئی یہودیت ،دفعتہً رک گئی۔حضور نے اگرچہ ان کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ ان کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہوگی ،مگر اصلاح و دعوت تو آپ کا فرض نبوت تھا۔یہود زنا کرتے تھے،سود لیتے تھے۔اسلام ان چیزوں کی سخت مذمت کرتا تھا۔اس سے بھی یہود مسلمانوں سے خفا رہتے تھے،چنانچہ انھیں جب بھی موقع ملتا تو وہ حضور کو اذیت بھی پہنچاتے تھے،مگر حضور صبر و ضبط سے کام لیتے تھے۔مثال کے طور پر یہود حضور سے علیک سلیک کے وقت السلام علیکم کے بجائے السام علیک (تجھ کو موت آئے ،نعوذ باللہ) کہتے۔حضور اس کے باوجود صبر سے کام لیتے، بلکہ حضور مشرکین کی نسبت ان کی ایسی باتوں میں موافقت کرتے جس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں تھی۔اہل عرب بالوں میں مانگ نکالتے تھے۔یہود بالوں کو یونہی چھوڑ دیتے تھے۔حضور بھی بالوں کو یونہی چھوڑ دیتے تھے۔فرعون سے بنی اسرائیل کی رہائی کے حوالے سے شکرانے کے طور پر یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے بھی حکم دیا کہ لوگ عاشورہ کا روزہ رکھیں۔کسی یہودی کا جنازہ گزرتا تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔پھر اسلام نے اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لیے حلال قرار دیا۔اہل کتاب کو دعوت دی کہ آؤ ایسی باتوں کی طرف جو ہم دونوں میں مشترک ہیں۔مگر یہود اپنی روش پر قائم رہے۔انھوں نے اسلام کے بارے میں بے اعتباری پھیلانے کے لیے یہ کام بھی کرنا شروع کر دیا کہ وہ مسلمان ہو کر مرتد ہو جاتے۔تاکہ لوگ یہ خیال کریں کہ یہ مذہب اگر سچا ہوتا تو اسے قبول کر کے کیوں چھوڑا جاتا۔اس کے علاوہ وہ انصار کے دو قبائل اوس اور خزرج کو باہم لڑانے کی کوشش کرتے رہتے۔ادھر قریش نے بدر کی شکست کے بعد یہود کو لکھا کہ تم لوگوں کے پاس اسلحہ جنگ اور قلعے ہیں۔تم ہمارے حریف (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑو، ورنہ ہم تمھارے ساتھ یہ اور یہ کریں گے۔اور کوئی چیز ہمیں تمھاری عورتوں کے کڑوں تک پہنچنے سے روک نہ سکے گی۔صورت حال ایسی تھی کہ مسلمانوں کے ہاں یہ اندیشہ پیدا ہو چکا تھا کہ یہود حضور پر حملہ نہ کر دیں۔حضرت طلحہ بن براء نے انتقال کے وقت وصیت کی کہ اگر میں رات کے وقت مروں تو حضور کو خبر نہ کرنا،اس لیے کہ یہود کی طرف سے ڈر ہے۔ایسا نہ ہو کہ میری وجہ سے آپ پر کوئی حادثہ گزر جائے۔بدر کی فتح کے بعد یہود بھی اندیشہ ناک تھے کہ اسلام اب ایک طاقت بن گیا ہے۔یہود میں قینقاع سب سے زیادہ جری اور بہادر تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور اعلان جنگ کی جرت کی اور بدر اور احد کے درمیانی زمانے میں مسلمانوں سے لڑائی کی۔

ہوا یہ تھا کہ ایک یہودی نے ایک انصاری کی بیوی کی بے حرمتی کی۔انصاری مسلمان غیرت سے بے تاب ہو گیا اور اس یہودی کو مار ڈالا۔یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر دیا۔حضور کو خبر ہوئی تو یہود کے پاس گئے اور فرمایا کہ خدا سے ڈرو۔ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی بدر والوں کی طرح عذاب آئے۔وہ بولے: ہم قریش نہیں ہیں۔ہم سے معاملہ پڑا تو ہم دکھا دیں گے کہ لڑائی اس کا نام ہے۔چونکہ ان کی طرف سے نقض عہد اور اعلان جنگ ہو چکا تھا،اس لیے مجبور ہو کر حضور نے جنگ کی۔وہ قلعہ بند ہوئے۔مسلمانوں نے ان کا پندرہ دن تک محاصرہ کیا۔بالآخر وہ اس پر راضی ہوئے کہ حضور جو فیصلہ کریں گے ان کو منظور ہوگا۔عبداللہ بن ابی ان کا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

حلیف تھا۔اس نے حضور سے درخواست کی کہ انھیں جلاوطن کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ شام کے ایک علاقے اذرعات میں جلاوطن کر دیے گئے۔اسی ضمن میں سورہ حشر میں ہے:

"اور اگر اللہ نے ان کے لیے جلاوطنی نہ لکھی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں انھیں عذاب دے کر ان کا نام ونشان مٹا دیتا اور آخرت میں تو ان کے لیے دوزخ کا عذاب مقرر ہی ہے۔

بدر میں قریش

مشہور یہودی شاعر کعب بن اشرف کو اسلام سے سخت عداوت تھی۔ وہ بہت دولت مند آدمی تھا۔بدر میں قریش کے سردار مرے تو چالیس آدمیوں کے ساتھ تعزیت کرنے مکہ گیا۔مرنے والوں کے مرثیے پڑھے جن میں قریش کو انتقام کی ترغیب دی۔ابوسفیان کو حرم میں لے آیا۔حرم کا پردہ تھام کر عہد کیا کہ بدر کا انتقام لیں گے۔اس کے ساتھ حضور کو دھوکے سے قتل کرنے کا قصد کیا۔مدینہ آیا تو حضور کی ہجو میں اشعار کہے۔اس کی حیثیت معاند یعنی اسلام کے سخت ترین دشمن کی تھی۔ایسے لوگوں کو قانونِ اتمام حجت کی رو سے موت کی سزا دی جا رہی تھی۔جنگ بدر میں بھی ایسے بہت سے معاندین یہ سزا پا چکے تھے۔موت کی سزا مسلمانوں کے ہاتھوں سے نافذ ہو رہی تھی۔اس معاملے میں مسلمانوں کی حیثیت موت کے فرشتوں کی تھی۔جس طرح موت کے فرشتے موت کی سزا دینے سے پہلے الزام نہیں لگاتے،مقدمہ قائم نہیں کرتے اور موت کے لیے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنے سے گریز نہیں کرتے ،ایسے ہی مسلمانوں نے کعب بن اشرف کو اس کے سنگین جرم کی وجہ سے موت کی سزا دے دی۔

بنونضیر

بنونضیر نے بھی سازش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا کر آپ کے اوپر پتھر گرا کر قتل کرنے کی ناکام کوشش کی۔قریش نے بھی بنونضیر کو حضور کے قتل کے لیے کہا۔پھر انھوں نے ایک اور چال چلی۔حضور کو پیغام بھیجا کہ آپ تین آدمی لے کر آئیں۔ہم بھی تین علما کو ساتھ لے کر آتے ہیں۔یہ علما آپ پر ایمان لائیں گے تو ہم بھی لے آئیں گے۔آپ نے منظور فرمایا لیکن راہ میں ایک ذریعے سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ تلواریں باندھ کر تیار ہیں کہ آپ آئیں تو آپ کو قتل کر دیا جائے۔تب حضور نے ان کا محاصرہ کیا۔یہ غزوہ بنونضیر ۴ ہجری میں پیش آیا۔بالآخر بنونضیر اس شرط پر راضی ہوئے کہ جس قدر مال واسباب اونٹوں پر لے جا سکیں،لے جانے دیں تو ہم مدینہ سے نکل جائیں گے۔ان میں معزز روسا مثلاً سلام بن ابی الحقیق،کنانہ بن الربیع ،حیی بن اخطب خیبر چلے گئے۔وہاں لوگوں نے ان کا اس قدر احترام کیا کہ خیبر کا رئیس تسلیم کر لیا۔یہاں پہنچ کر بھی وہ اپنے ہتھکنڈوں سے باز نہ آئے۔وہاں انھوں نے ایک بڑی سازش شروع کی۔یہ روسا مکہ گئے اور قریش سے کہا کہ اگر ہمارا ساتھ دو تو اسلام کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔قریش اس کے لیے ہمیشہ سے تیار تھے۔اس طرح دوسرے قبائل کو بھی ساتھ ملا لیا۔یوں ایک عظیم لشکر مدینہ کی طرف بڑھا۔مسلمانوں نے خندق کھود کر اپنا دفاع کرنے کا فیصلہ کیا۔بنوقریظہ کے یہود اس سارے معاملے سے ابھی تک الگ تھے۔بنو نضیر کا رئیس حیی بن اخطب خود قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور کہا کہ تمام عرب مسلمانوں کے خلاف اُمڈ آیا۔اب اسلام کا خاتمہ ہے۔یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔کعب نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی خلاف مروت ہے۔مگر بالآخر کعب پر حیی بن اخطب کا جادو چل گیا۔حضور نے صورت حال کی تحقیق کے لیے دو صحابیوں کو بھیجا۔دونوں نے بنوقریظہ کو معاہدہ یاد دلایا۔مگر انھوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ محمد کون ہیں اور معاہدہ کیا چیز ہے۔چنانچہ بنوقریظہ بھی مسلمانوں کے خلاف لشکر میں شامل ہو گئے۔پھر جنگ خندق ہوئی، جسے جنگ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔اس جنگ میں مسلمانوں کی مستورات جس قلعہ میں تھیں،وہ بنوقریظہ کی آبادی کے قریب تھا۔اسی جنگ میں اس قلعہ پر حملے کا موقع ڈھونڈنے کے لیے ایک یہودی پھاٹک تک پہنچ گیا جو حضرت صفیہ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔بہر حال خندق نے اس لشکر کو مسلمانوں تک نہ پہنچنے دیا۔اس کے علاوہ موسم کی سختی ،رسد کی قلت ،یہود کی علیحدگی اور زوردار آندھی نے ان کے پاؤں اکھیڑ دیے۔یوں قریش واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔

قریش کے جنگی معاملات

بنوقریظہ کو حیی بن اخطب نے اس شرط پر مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر راضی کر لیا تھا کہ اگر قریش چلے گئے تو میں خیبر چھوڑ کر تمھارے پاس آ جاؤں گا۔قریش کے جانے کے بعد حیی بنوقریظہ کے ساتھ آ گیا۔حضور نے احزاب سے فارغ ہو کر حکم دیا کہ ابھی لوگ ہتھیار نہ کھولیں۔مسلمانوں نے بنوقریظہ کی طرف رخ کیا۔بنو قریظہ صلح کا رویہ اختیار کرتے تو انھیں امن دیا جاتا،مگر انھوں نے مقابلہ کیا۔حضور کے خلاف غلیظ زبان استعمال کی اور قلعہ بند ہو گئے۔مسلمانوں نے ایک مہینے تک ان کا محاصرہ کیا۔بالآخر بنوقریظہ نے درخواست کی کہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کریں گے،ہم کو منظور ہے۔حضور نے یہ درخواست منظور فرمائی۔حضرت سعد نے فیصلہ کیا کہ لڑنے والے قتل کر دیے جائیں،عورتیں اور بچے قید ہوں اور مال واسباب مال غنیمت قرار دیا جائے۔حضور نے حضرت سعد سے کہا کہ تم نے آسمانی فیصلہ کیا۔اصل میں حضرت سعد کا فیصلہ تورات کے مطابق تھا۔چنانچہ بنونضیر کے ساتھ اس طرح معاملہ کیا گیا۔غزوۂ بنونضیر ۵ ہجری میں ہوا تھا۔

اُدھر خیبر میں موجود یہود نے اسلام کے خلاف سازشیں جاری رکھیں۔آس پاس کے قبائل کو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار کیا۔یہاں تک کہ ایک عظیم لشکر تیار کر لیا۔یہ ۷ ہجری کی بات ہے۔حضور کو اس کی اطلاع ہوئی۔حضور کی طرف سے چند آدمی اس بات کی تحقیق کے لیے گئے۔حضور کی خواہش تھی کہ ان کے ساتھ معاہدہ

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہوجائے۔ یہود خود سخت دل اور بدگمان قوم تھی۔ادھرعبداللہ بن ابی انھیں مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر ابھار رہا تھا۔یہود نے قبائلِ غطفان کو بھی لالچ دے کر ساتھ ملالیا۔غطفان کے چند افراد نے حضور کی اونٹنیوں کی ایک چراگاہ پر حملہ کر دیا۔اونٹنیوں کی حفاظت پر مامور حضرت ابوذر کے صاحب زادے کو قتل کر دیا۔ان کی بیوی گرفتار کر لی۔بیس اونٹنیاں ساتھ لے گئے۔حضرت سلمہ بن الاکوع کو اس غارت گری کی خبر ہوئی تو انھوں نے دوڑ کر حملہ آوروں کو جالیا۔وہ اونٹنیوں کو پانی پلا رہے تھے۔سلمہ رضی اللہ عنہ نے تیر برسائے۔حملہ آور بھاگ گئے۔انھوں نے تعاقب کیا اور لڑ بھڑ کر تمام اونٹنیاں چھڑا لائے۔اس واقعہ کے تین دن بعد خیبر کی جنگ ہوئی۔

جب حضور کو یقین ہوگیا کہ یہود لڑنے کے درپے ہیں تو آپ نے جنگ کا قصد کیا۔آپ جزیرہ نمائے عرب میں دینِ حق کا غلبہ قائم کرنے پر مامور تھے۔چنانچہ آپ نے اعلان عام کر دیا کہ اس جنگ میں وہی لوگ شریک ہوں جن کا مقصد صرف جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ ہو۔یہود معاہدہ صلح پر آمادہ نہ تھے۔وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے تھے۔اور پھر اہل کتاب کے بارے میں خدا کا یہ حتمی فیصلہ بھی نازل ہو چکا تھا:

"ان اہل کتاب سے جنگ کرو۔جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، نہ قیامت کے دن کو مانتے ہیں، نہ اللہ اور اس کے رسول نے جو حرام ٹھیرایا ہے، اسے حرام ٹھیراتے ہیں اور نہ دینِ حق کو اپنا دین بناتے ہیں، (ان سے جنگ کرو) یہاں تک کہ وہ مغلوب ہو کر جزیہ ادا کریں، اور ماتحت بن کر زندگی بسر کریں۔" (التوبہ ۹:۲۹)

اس جنگ میں اہل خیبر کو شکست ہوئی۔اور ان کے اہل توحید ہونے کی وجہ سے انھیں موت کی سزا تو نہیں دی گئی، البتہ انھیں مسلمانوں کے ماتحت ہو کر زندہ رہنے کی اجازت دے دی گئی۔

سوال نمبر 4۔غزوہ خندق کی تفصیلات تحریر کریں۔

جواب: **غزوہ خندق کی تفصیلات:** شوال۔ذی القعدہ 5ھ (مارچ 627ء) میں مشرکینِ مکہ نے مسلمانوں سے جنگ کی ٹھانی۔ابوسفیان نے قریش اور دیگر قبائل حتیٰ کہ یہودیوں سے بھی لوگوں کو جنگ پر راضی کیا اور اس سلسلے میں کئی معاہدے کیے اور ایک بہت بڑی فوج اکٹھی کر لی مگر مسلمانوں نے سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ کے ارد گرد ایک خندق کھود لی۔مشرکینِ مکہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔خندق کھودنے کی عرب میں یہ پہلی مثال تھی کیونکہ اصل میں یہ ایرانیوں کا طریقہ تھا۔ایک ماہ کے محاصرے اور اپنے بے شمار افراد کے قتل کے بعد مشرکین مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔اسے غزوہ خندق یا جنگِ احزاب کہا جاتا ہے۔احزاب کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کہ اصل میں یہ کئی قبائل کا مجموعہ تھی۔جیسے آج کل امریکا، برطانیہ وغیرہ کی اتحادی افواج کہلاتی ہیں۔اس جنگ کا ذکر قرآن میں سورۃ الاحزاب میں ہے۔

پس منظر: جنگ احد کے بعد قریش، یہودی اور عرب کے دیگر بت پرست قبائل کے درمیان میں طے پایا کہ مل جل کر اسلام کو ختم کیا جائے۔اس سلسلے میں پہلا معاہدہ قریش کے سردار ابوسفیان اور مدینہ سے نکالے جانے والے یہودی قبیلہ بنی نضیر کے درمیان میں ہوا۔اس کے بعد بنی نضیر کے نمائندے نجد روانہ ہوئے اور وہاں کے مشرک قبائل 'غطفان' اور 'بنی سلیم' کو ایک سال تک خیبر کا محصول دے کر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا۔[5] اسلام کے خلاف اس اتحاد کو قرآن نے احزاب کا نام دیا ہے۔ان میں ابوسفیان کی قیادت میں 4000 پیدل فوجی، 300 گھڑ سوار اور 1500 کے قریب شتر سوار (اونٹوں پر سوار) شامل تھے۔دوسری بڑی طاقت قبیلہ غطفان کی تھی جس کے 1000 سوار انینہ کی قیادت میں تھے۔اس کے علاوہ بنی مرہ کے 400، بنی شجاع کے 700 اور کچھ دیگر قبائل کے افراد شامل تھے۔مجموعی طور پر تعداد دس ہزار سے تجاوز کر گئی جو اس زمانے میں اس علاقے کے لحاظ سے ایک انتہائی بڑی فوجی طاقت تھی۔یہ فوج تیار ہو کر ابوسفیان کی قیادت میں فروری یا مارچ 627ء میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے مدینہ روانہ ہوگئی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سازش کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے مشورہ کیا۔سلمان فارسی نے ایک دفاعی خندق کھودنے کا مشورہ دیا جو عربوں کے لیے ایک نئی بات تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مشورہ پسند آیا چنانچہ خندق کی تعمیر شروع ہوگئی۔مدینہ کے ارد گرد پہاڑ تھے اور گھر ایک دوسرے سے متصل تھے جو ایک قدرتی دفاعی فصیل کا کام کرتے تھے۔ایک جگہ کوہ عبید اور کوہ راتج کے درمیان میں سے حملہ ہو سکتا تھا اس لیے وہاں خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا۔اس کی کھدائی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت سب لوگ شریک ہوئے۔اس دوران میں سلمان فارسی نہایت جوش و خروش سے کام کرتے رہے اور اس وجہ سے انصار کہنے لگے کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہنے لگے کہ سلمان ہم میں سے ہیں۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'سلمان میرے اہلِ بیت سے ہیں'۔کھدائی کے دوران میں سلمان فارسی کے سامنے ایک بڑا سفید پتھر آ گیا جو ان سے اور دوسرے ساتھیوں سے نہ ٹوٹا۔آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے اور کلہاڑی کی ضرب لگائی۔ایک بجلی سی چمکی اور پتھر کا ایک ٹکڑا ٹوٹ کر الگ ہوگیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر بلند کی۔دوسری اور تیسری ضرب پر بھی ایسا ہی ہوا۔سلمان فارسی نے سوال کیا کہ ہر دفعہ بجلی سی چمکنے کے بعد آپ تکبیر کیوں بلند کرتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ جب پہلی دفعہ بجلی چمکی تو میں نے یمن اور صنعاء کے محلوں کو کھلتے دیکھا۔دوسری مرتبہ بجلی چمکنے پر میں نے شام و مغرب کے کاخہائے سرخ کو فتح ہوتے دیکھا اور جب تیسری بار بجلی چمکی تو میں نے دیکھا کہ کاخہائے کسریٰ میری امت کے ہاتھوں مسخر ہو جائیں گے'۔بیس دن میں خندق مکمل ہوگئی۔جو تقریباً پانچ کلومیٹر لمبی تھی، پانچ ہاتھ (تقریباً سوا دو سے ڈھائی میٹر) گہری تھی اور اتنی چوڑی تھی کہ ایک گھڑ سوار جست لگا کر بھی پار نہ کر سکتا تھا۔مسلمانوں کی تعداد 3000 کے قریب تھی جو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

پندرہ سال سے بڑے تھے اور جنگ میں حصہ لے سکتے تھے۔

اندرونی محاذ: خندق کھدنے کے تین روز بعد دشمن کی فوج مدینہ پہنچ گئی اور خندق دیکھ کر مجبوراً رک گئی۔ان کی عظیم فوج اس خندق کی وجہ سے ناکارہ ہو کر رہ گئی۔ کئی دن تک ان کے سپاہی خندق کو پار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

بیرونی محاذ: کچھ دن کے بعد عمرو ابن عبدود کی قیادت میں پانچ سواروں (عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابوجہل، ضرار بن الخطاب، نوفل بن عبداللہ اور ابن ابی وھب) نے خندق کو ایک کم چوڑی جگہ سے پار کر لیا۔عمرو بن عبدود عرب کا مشہور سورما تھا اور اس کی دہشت سے لوگ کانپتے تھے۔اس نے سپاہ اسلام کو للکار کر جنت کا مذاق بناتے ہوئے کہا کہ 'اے جنت کے دعویدارو کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے جسے میں جنت کو روانہ کر دوں یا وہ مجھے دوزخ میں بھیج دے' اور اپنی بات کی تکرار کرتا رہا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'کوئی ہے جو اس کے شر کو ہمارے سروں سے دور کرے؟' حضرت علیؓ نے آمادگی ظاہر کی۔اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت نہ دی اور دوسری اور پھر تیسری دفعہ پوچھا۔تینوں دفعہ علی ہی تیار ہوئے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنا عمامہ اور تلوار عطا کی اور فرمایا کہ 'کل ایمان کل کفر کے مقابلے پر جا رہا ہے'۔ایک سخت جنگ جس کے دوران میں گردوغبار چھا گیا تھا نعرہ تکبیر کی آواز آئی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'خدا کی قسم علی نے اسے قتل کر دیا ہے'۔عمرو بن عبدود کے قتل کی دہشت اتنی تھی کہ اس کے باقی ساتھی فوراً فرار ہونے لگے۔نوفل بن عبداللہ فرار ہوتے وقت خندق میں گر گیا جسے نیچے اتر کر علی نے قتل کر دیا۔باقی فرار ہو گئے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ 'روزِ خندق علی کی ضرب تمام جن وانس کی عبادت سے افضل ہے'۔

احزاب میں پھوٹ: جب محاصرہ طول پکڑ گیا تو بنی قریظہ، قریش، غطفان اور دوسرے قبائل میں اختلافات نمودار ہونا شروع ہو گئے اور بددلی پھیل گئی۔ ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو گئی اور ایسے لوگ سامنے آنے لگے جو جنگ جاری رکھنے کے حامی نہیں تھے۔ان اختلافات نے انہیں آپس ہی میں مصروف رکھا یہاں تک کہ خدائی مدد آ گئی۔

خدائی مدد: ایک رات شدید اور سرد آندھی چلی جس نے مشرکین کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا اور ان کی روشنیاں بجھا دیں۔شدید گردوغبار سے فضا تاریک ہو گئی۔مشرکین نے فرار ہونے کو ترجیح دی اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔22 ذی القعدہ بدھ کے دن تک لشکرِ کفار میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا اور شدید مالی و جانی نقصان کے بعد ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی کہ مسلمان محاذ کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو چل دیں۔

نتائج: اس جنگ میں مسلمانوں کے چھ افراد شہید ہوئے۔مشرکین کے آٹھ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے۔ مالی نقصان بہت شدید تھا۔یہ مسلمانوں کی شاندار فتح تھی جس میں خندق کھودنے کی تدبیر بڑی کام آئی۔مشرکین بہت دیر تک اس جنگ کے اثرات سے سنبھل نہ سکے۔اس جنگ کے بارے میں سورۃ احزاب میں آیات 9 سے 25 نازل ہوئیں۔

پیش منظر: اس جنگ سے ایک بات واضح ہو گئی کہ یہودیوں پر اعتماد ٹھیک نہیں۔یہودی قبیلہ بنی قریظہ کی عہد شکنی نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں۔چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں نے بنی قریظہ کو سبق سکھانے کی ٹھانی اور غزوہ خندق کے فوراً بعد خدائی احکام کے تحت ان کے ساتھ جنگ کی جسے غزوہ بنی قریظہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر 5۔مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں:

جواب: **الف۔ مسجد قبا:** قباء مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر ایک بستی ہے جہاں انصار کے خاندان آباد تھے۔یہی وہ مقام ہے جہاں آقائے نامدار کی سواری پہنچنے پر مدینہ منورہ کے انصار استقبال کیلئے نکل کھڑے ہوئے تھے جہاں اسلامی تاریخ کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی اور جس کی شہادت قرآن پاک نے دی ہے۔ مسجد قباء مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے، یہ مسجد نبوی شریف سے 5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔اس میں ایک کنواں ہے جو ابوایوب انصاریؓ کے نام سے مشہور ہے۔قباء نامی بستی میں ہونے کی وجہ سے مسجد کا بھی نام قباء رکھا گیا۔شروع شروع میں مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے۔قبلہ تبدیل ہوا تو سب خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے لگے۔جب انصار کو پتہ چلا کہ رسول اکرم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر چکے ہیں اور مدینہ منورہ پہنچنے والے ہیں تو انصار روزانہ صبح سویرے، مدینہ منورہ سے محبوب آقا کے استقبال کیلئے قباء آ جاتے، دھوپ ہوتی تو واپس چلے جاتے تھے۔رسول اکرم ربیع الاول کے مہینے میں قباء پہنچے تو بنوعمرو بن عوف میں قیام کیا۔آرام کے بعد نبی اکرم نے سب سے پہلا کام مسجد قباء کی تعمیر کا کیا۔یہ مسجد کلثوم بن ہدم کی زمین پر قائم کی گئی۔اس مسجد کا پہلا پتھر نبی اکرم نے خود اپنے دست مبارک سے قبلہ رخ رکھا۔اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے ایک ایک پتھر رکھا۔صحابہؓ نے اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نبی کریم خود بھی مسجد کی تعمیر کیلئے کام کرتے رہے۔اسلام میں سب سے پہلے یہی مسجد تعمیر کی گئی۔

سورۃ توبہ کی آیت 108 میں اسی مسجد کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے: جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کیلئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں عبادت کیلئے کھڑے ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔(التوبہ 108)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ''نبی کریم مسجد قباء کی زیارت کیلئے کبھی سوار اور کبھی پیدل تشریف لے جاتے اور 2 رکعت نماز پڑھتے''۔

منافقین نے اس مسجد کے بالمقابل ایک مسجد تعمیر کی تو انہوں نے رسول اللہ کو اس میں نماز ادا کرنے کی دعوت دی۔حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور رسول اکرم کو ان کے فریب سے آگاہ کیا اور یہ آیت پہنچائی: '' کچھ اور لوگ جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کیلئے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں اور (اللہ تعالیٰ کی بندگی

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اے ،اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کرنے کے بجائے) کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کیلئے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرِ پیکار ہو چکا ہے، وہ ضرور قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا دوسری چیز کا نہ تھا مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں، تم ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا۔''(التوبہ 107)۔

قرآن کریم میں منافقین کی مسجد کو مسجد ضرار کا نام دیا گیا، رسول اکرم نے اسے زمین بوس کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔

تعمیرات وتوسیع: حضرت عثمان غنی کے عہد میں مسجد قباء کی تجدید وتوسیع ہوئی۔عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے گورنر کی حیثیت سے اس کی تعمیر نو کی اور عثمانی سلطان محمود ثانی نے 1831ء میں اس کی تعمیر نو اور تزئین و آرائش کا کام کروایا۔جدید دور میں سعودی شاہ فیصل بن عبدالعزیز 1970ء میں اسے از سرِ نو استوار کیا۔اس وقت اس کا ایک سادہ مینار، وسط میں گنبد اور رقبہ 40 مربع میٹر تھا۔1988ء کی شاندار توسیع کے بعد مسجد قباء کا رقبہ 15 ہزار مربع میٹر ہو گیا ہے اور اس میں 10 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔اس کی چھت پر 58 چھوٹے اور تین بڑے گنبد ہیں اور چار پرشکوہ مینار بھی اس مسجد کی عظمت میں اضافہ کرتے ہیں۔مسجد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث مرقوم ہے کہ:''جو شخص گھر سے پاک صاف ہو کر نکلا اور اس مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اسے عمرہ یعنی حج اصغر کا ثواب ہوگا''

مسجد کی ایک محراب کے اوپر اور آیت تاسیس مسجد کے نیچے ترکی زبان میں قطعہ تاریخ کندہ ہے جس میں "امام المسلمین شاہ جہان سلطان محمود خان" کے عجز اور گناہ گاری کا اظہار کر کے خدمت تعمیر کی قبولیت اور بخشش کی دعا کی گئی ہے۔

ب۔ **انصار:** ان سے مراد مدینے کے وہ مسلمان ہیں جنھوں نے ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ اور مکے سے آنے والے مسلمان مہاجرین کی مدد کی۔انصار و مہاجرین کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور لوگوں کو ان کے اتباع کی تلقین کی گئی ہے۔انصار جمع ہے ناصر و نصیر کی۔مددگار۔قرآن مجید میں جہاں مہاجرین و انصار کا ذکر آیا ہے وہاں انصار سے مراد انصار مدینہ ہیں جو نبی کریم کی نصرت کے بدولت اس لقب سے سرفراز کیے گئے۔مدنی زندگی میں اگرچہ مسلمانوں کی یہ دو تقسیمیں تھیں۔مگر رسول اللہ نے ابتدا ہی سے ان میں بھائی چارہ کرا دیا تھا۔غزوہ بدر سے پہلے جب حضور نے صحابہ کرام کو مشورے کے لے جمع کیا تو مہاجرین نے جان نثارانہ تقریریں کیں۔اس کے بعد حضور نے انصار کی طرف دیکھا۔کیونکہ ان سے معاہدہ تھا کہ وہ صرف اس وقت تلواریں اٹھائیں گے جب دشمن مدینہ پر چڑھ آئیں گے۔سعد بن عبادہ سردار بنو خزرج نے کہا کہ آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔مقداد نے کہا کہ ہم حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے آپ اور آپ کا خدا لڑیں۔ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ہم تو آپ کے داہنے سے، بائیں سے، سامنے سے اور پیچھے سے لڑیں گے۔

حضرات مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لئے پردیس میں مفلسی کے ساتھ وحشت وبیگانگی اور اپنے اہل وعیال کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے۔اس میں شک نہیں کہ انصار نے ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور دل جوئی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ سے اپنے دست وبازو کی کمائی کھانے کے خوگر تھے۔اس لئے ضرورت تھی کہ مہاجرین کی پریشانی کو دور کرنے اور ان کے لئے مستقل ذریع معاش مہیا کرنے کے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔اس لئے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ انصار و مہاجرین میں رشتہ اخوت (بھائی چارہ) قائم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تاکہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی اور بے کسی کا احساس دور ہو جائے اور ایک دوسرے کے مددگار بن جانے سے مہاجرین کے ذریعۂ معاش کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اس وقت تک مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر مہاجرین وانصار میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا۔چنانچہ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لا کر رکھ دی اور کہہ دیا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لئے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔حد ہو گئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے ان کی دو بیویاں تھیں، حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جسے آپ پسند کریں میں اس کو طلاق دے دوں اور آپ اس سے نکاح کر لیں۔اللہ اکبر! اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ہی ملے گی۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔